

شراب و قمار

(۲)

از جناب ریاض الحسن صاحب

مغرب میں آج کل ماہرین نفسیات قمار کے متعلق بہت قابل قدر تحقیقات کر رہے ہیں جس سے اس کی بُرائیوں پر خوب روشنی پڑتی ہے۔ WILHELM STEKEL M.D. نے اپنی کتاب PECULIARITIES OF BEHAVIOUR میں قمار اور شراب کے تعلق پر بحث کی ہے۔ اس کتاب کے باب نمبر ۱۳ کو جس کا عنوان GAMBLER (قمار باز) ہے، وہ اس طرح شروع کرتا ہے:

”قمار بازی اور شراب نوشی کے درمیان ایک مناسبت پائی جاتی ہے۔ شراب نوشی کی طرح جو ابھی ذہنی پریشانی اور کشاکش (TENSIONS) کو دور کرنے کی خاطر کھیلا جاتا ہے لیکن اس کی لگن انسان کی زندگی تباہ کر سکتی ہے۔“

اس نے کارل گروس (KARL GROOS) کا ذکر کیا ہے جو فرائیڈ سے پہلے اس پر بہت کچھ لکھ چکا ہے۔ پھر وہ لکھتا ہے کہ شوستر (SCHUSTER) نے مسلسل نظائر اور واقعات سے ثابت کیا ہے کہ جرمنوں میں اس کا شوق اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنی آزادی، اپنے بیوی بچے، اپنے بدن کے مختلف عضو حتیٰ کہ اپنی زندگی کو بھی داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ اس نے ہندوستان کے راجہ مل کا واقعہ بھی بیان کیا ہے۔ اس باب کے آخر میں یہ لکھتا ہے کہ قمار باز وہ ناامید اور بایوس لوگ ہوتے ہیں جو کسی ایسی فکر میں غلطیاں ہوتے ہیں جس کو وہ بھول جانا چاہتے ہیں۔ یا کوئی ناگوار شے ان کے اعصاب پر اثر انداز ہو رہی ہوتی ہے جس کو وہ دیکھنا نہیں چاہتے اور اس سے فرار ڈھونڈتے ہیں۔ وہ کہتا ہے:

”وہ دوسری کا قصبہ بھی مشہور ہے۔ ہندو مذہب کے مطابق جو شخص دیوالی کو جوتا نہ کھیلے وہ اگلے جنم میں گدھا پیدا ہوتا ہے۔“

”روسے زمین کی تقریباً تمام نسلیں جو اکھیلی ہیں۔ ہندوستان کے قمار بازار پنا سب کچھ گنوا دیتے ہیں، حتیٰ کہ اپنی بیویاں بھی۔ چینیوں اور حبشیوں کا بھی یہی حال ہے۔ بعض اوقات تو میں خود بھی یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر مجھے اور دھچپیاں عزیز نہ ہوں تو میں خود بھی جوئے کے جنون کا شکار بن سکتا ہوں۔ شراب کی طرح تاش وغیرہ کھیلنے میں بھی انسان کا چھپا ہوا کیرکٹر عیاں ہو جاتا ہے۔ رحمدل انسان دوسرے کو دکھ پہنچانے میں لطف پانے لگتا ہے۔ شراب کی طرح جوئے میں مسرور ہو کر ایک کم گو انسان بھی باتونی بن جاتا ہے۔ قمار ایک نشہ کا سا اثر پیدا کرتا ہے اور اس کیفیت میں انسان اس کھیل کے سوا سب کچھ فراموش کر دیتا ہے۔ قمار باز تو ہم پرست ہوتا ہے اور اپنی ہار جیت کو منحوس یا سعید و ن کا اثر خیال کرتا ہے۔ جادوگر کے بیسے ٹونے اور ٹوکے کی چیزیں جو حیثیت رکھتی ہیں وہی نظریہ ایک قمار باز کا جو اکھیلنے کے سامان کے متعلق ہوتا ہے۔ میں نے بڑے بڑے باعزت اور شریعت لوگوں کو جوئے میں دھوکے بازی اور بے ایمانی سے کام لیتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ جوئے کو جنگ خیال کرتے ہیں اور اس میں فریب کو باؤ نہ سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ ہمیشہ دھوکہ نہیں دیتے بلکہ اچانک دھوکہ بازی کر جاتے ہیں۔

اب ہم جوئے اور جنسیات کے باہمی تعلق کی طرف آتے ہیں۔ جو لوگ محبت میں ناکام ہوتے ہیں وہ جو اکھیل کر نسکین حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جنسیات کا جوئے سے وہی تعلق ہے جو شراب کا ہے۔ شراب کی طرح جوئے میں بھی لواطت (HOMOSEXUALITY) کا کردار بہت اہم ہے۔ یہ بات مشہور ہے کہ کچھ لوگ بیوی کی رفاقت پر جوئے کے کلب کو ترجیح دیتے ہیں یہ لوگ یا تو جنسی طمع سے کمزور ہوتے ہیں یا اگر ان کی جنسی قوت طاقتور ہوتی ہے تو یہ مختلف غمخوار کے پیچھے بھاگے پھرتے ہیں۔ ایسے لوگ شراب بھی پیتے ہیں لیکن یہ لوگ کسی عورت کے ساتھ بھی دغا نہیں کرتے اور ڈان و ان (DON JUAN) قسم کے لوگ ہوتے ہیں جن کے اندر لواطت کے جذبات پوشیدہ ہوتے ہیں۔ جو لوگ سچی محبت کرتے ہیں وہ جوئے میں کوئی دھچپی نہیں رکھتے۔ اگر کوئی نوجوان منگنی یا شادی کے بعد بھی تاش اور جوئے کی پارٹیوں کو نہ چھوڑے تو یہ ایک بہت بڑی نشانی

ہے۔ لواطت اور جڑے کا تعلق سب سے زیادہ گہرا اور عام ہے۔“

کارل ابراہام (KARL ABRAHAM - D) نے اپنے مضمون (THE PSYCHOLOGICAL

RELATION BETWEEN SEXUALITY AND ALCOHOLISM) میں بالتفصیل شراب اور لواطت کا ذکر کیا ہے

اور بتایا ہے کہ عام لوگ کس طرح شراب کے نشہ میں لواطت میں مبتلا ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ صحیح حالت میں لواطت

سے نفرت کرتے ہیں۔ ڈاکٹر کیپر لیو (CAPRIO M - D) نے بھی اپنی کتاب (VARIATIONS IN

SEXUAL BEHAVIOUR) میں اس مسئلہ پر بہت سی مثالیں دے کر وضاحت کی ہے۔ مغربی دنیا میں

شراب اور جڑے کے عام ہونے کی وجہ سے لواطت کا بھی طوفان آیا ہوا ہے۔ وہاں عورتوں اور مردوں کی جنسی

آزادی کے باوجود لواطت اور غیر قدرتی افعال اتنے عام ہو گئے ہیں کہ بالآخر حکومتوں کو اس پر سے پابندی اٹھانی

پڑی ہے ورنہ بصورت دیگر آخر کس کس پر مقدمہ چلایا جاتا۔ اب تو یہ حال ہو چکا ہے کہ وہاں بہت سے مرد میاں

بیوی کی طرح رہتے ہیں حتیٰ کہ بعض کی باقاعدہ شادی ہو جاتی ہے۔ مسلمان حکومتوں کے لیے یہ لازمی ہے کہ وہ

شراب اور جڑے کو بڑے جرائم کی فہرست میں شامل کریں اور ان کی روک تھام کا پورا پورا بندوبست کریں تاکہ

اسلامی معاشرہ ان اخلاقی گراؤوں کے طوفان سے محفوظ رہ سکے۔

شیکل (STEKEL) اپنی کتاب کے آخری باب میں لکھتا ہے کہ پہلی جنگ عظیم کے بعد جو ادب کی طرح پھیل

گیا۔ اور اس کے ساتھ نشہ کا شوق بھی ادب کی مانند لوگوں پر مستط ہو گیا۔ جن ملکوں کو شکست ہوئی تھی ان میں جوئے کی وبا

زیادہ شدید تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ لوگ جوئے کے بھوت (DEMON) کے قبضہ میں ہیں۔ ان ملکوں کے کونے کونے

میں بینک اور ایکسچینج کے دفتر کھل گئے تھے جو جواہریوں کی ضروریات کو پورا کرتے تھے۔ پچاس فیصد لوگ ایکسچینج

پر جوا اور ٹٹہ کھیلتے تھے۔ اس کام میں ڈاکٹر، وکیل، کلرک، خوش وضع عورتیں، نوجوان لڑکے اور لڑکیاں غرض سب

بی معروف نظر آتے تھے۔ اس جوئے کے جنون کا اصل سبب محنت اور کام سے نفرت اور فرار تھا۔ جس زمانہ

۱ SELECTED PAPERS OF KARL ABRAHAM M.D.

۲ PECULIARITIES OF HUMAN BEHAVIOUR PP. 316-318

۳ قرآن نے جوئے اور شراب کو شیطان کا عمل کہا ہے اور ہر سفیدہ انسان کو یہ شیطانی عمل ہی دکھائی دیتے ہیں۔

میں امریکہ میں پابندی شراب کے قانون نافذ کیے جا رہے تھے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی، عوام شراب اور جوئے کے ذریعہ اپنی دولت اور صحت دونوں کو داؤ پر لگا رہے تھے۔ نئے نئے ناچ گھر اور شراب کی دکانیں جگہ جگہ کھل رہی تھیں۔ لیڈر عوام کی ناراضگی کے ڈر سے بے دست و پا تھے کہ کہیں ہماری حکومت پابندی شراب کی وجہ سے غیر مقبول نہ ہو جائے۔ اسی کتاب کی پہلی جلد میں اس نے تفصیل کے ساتھ بتایا ہے کہ شراب کے نشہ میں سفلی مذہبات کو ابھرنے کا موقع ملتا ہے۔ اور اعداد و شمار سے یہ بات آتش زنی اور عورتوں پر مجرمانہ حملوں کے معاملات سے واضح کی ہے کہ کس طرح شراب آتش زنی کے مذہبات ابھارنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ پھر یہی مصنف مزید لکھتا ہے کہ جنگ کے بعد محنت سے جی چرانے کی بیماری ناقابل یقین حد تک پھیل گئی۔ شرم و حیا صفر ہو گئی۔۔۔ روحانی زندگی پیچھے ہٹ گئی۔ جہالتوں کا دور دورہ شروع ہو گیا۔۔۔ اگرچہ جو اکیلے والے اپنی مجبوری پر بیان کرتے ہیں کہ آمدنی یا پیش میں ان کا گزارہ نہیں ہوتا۔ لیکن ان کا یہ کہنا صرف بہانہ سازی کی بنا پر ہوتا ہے اور اصل سبب ان کا محنت سے جی چرانا ہوتا ہے۔ عورتیں بھی جوئے کے ذریعہ بغیر محنت کے پیسہ حاصل کرنا چاہتی ہیں یا عصمت فروشی کا راستہ اختیار کرتی ہیں۔ وہ گناہ کے بغیر خوشی حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتیں بلکہ بغیر کام اور محنت کے مسرت اور انبساط کی تلاش میں رہتی ہیں۔

مندرجہ بالا بیانات کی روشنی میں یہ اندازہ آسانی سے لگایا جاسکتا ہے کہ رشوت ستانی کی ذہنیت بھی قمار بازی سے ملتی جلتی ہے۔ رشوت بھی ایک قسم کا جوا ہوتا ہے۔ دونوں میں انسان ایک داؤ لگاتا ہے اور جلدی سے جلدی امیر بننے کے شوق میں نقصان کا خطرہ مول لے لیتا ہے۔ ایک قمار باز کے لیے رشوت میں موت ہونے کا امکان اس شخص سے کہیں زیادہ ہے جو جوئے سے نفرت کرتا ہو۔ اسلام نے رشوت اور جوئے دونوں کو حرام قرار دیا ہے اور دونوں ہی باطل طریق پر مال حاصل کرنے کے طریقے ہیں۔ ان کے مقابلے میں اسلام نہ محنت اور کام کو ہی صحیح طریقہ سمجھتا ہے۔ جوئے کو خلاف قانون قرار دینے سے رشوت ستانی میں بھی

کی کا قوی امکان ہے۔

جوئے کی طرح شراب کا استعمال بھی زندگی سے فرار کو ظاہر کرتا ہے۔ پروفیسر فلوئڈ روش (FLYOD. RUCH) اپنی کتاب PSYCHOLOGY AND LIFE میں صفحہ ۴۹۷ پر لکھتے ہیں: ”لوگوں کے شراب استعمال کرنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ جسم کو اس کی ضرورت ہے بلکہ یہ اس لیے پی جاتی ہے کہ وقتی طور پر زندگی کی ناامیدیوں سے فرار مل جائے۔“ ہم دیکھتے ہیں کہ بالکل اسی طرح استخوانوں پر چڑھاوے چڑھانے یا فال گیری میں بھی وہی لوگ مبتلا ہوتے ہیں جو زندگی کی ناامیدیوں اور مایوسیوں کا مردانہ وار مقابلہ نہیں کر سکتے اور عقل و ہمت سے کام لینے کے بجائے فرار کا راستہ یا ڈھکوسلوں کا سہارا تلاش کرتے ہیں اور درحقیقت خود کو دھوکہ دیتے ہیں۔

فال اور بٹوں پر نذر ماننے کی تحریک بھی مایوسی ہی ہوتی ہے۔ یہی مایوسی انسان کو سیا اوقات شرک کی طرف لے جاتی ہے۔ کالج کے زمانے میں میرے ایک مسلمان کلاس فیلو بیمار ہوئے اور ان کی زندگی خطرے میں پڑ گئی تو یاس کی حالت میں ہندو عورتوں کے کہنے سے ان کی والدہ نے ٹیسی کی پوجا تک کر ڈالی۔ اگرچہ بعد میں وہ اس پر نادم ہوئیں۔ غیر اللہ کی طرف امید کا دامن مایوس لوگ ہی پھیلاتے ہیں کہ شاید اس طرح ان کی مصیبتوں کا مداوا ہو جائے۔ فال کے پیچھے بھی ایسے ہی لوگ پڑے رہتے ہیں۔

مایوسی کے اس غلط اور ذہنی فرار کے ان تمام تباہ کن اور محفانہ اعمال کو قرآن کریم نے حرام قرار دیا ہے۔ اسلام کے نظریہ حیات میں یاس اور فنونِ طبیعت کی قطعاً گنجائش نہیں۔ حکم خداوندی ہے لَا تَقْظُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ (الزمر-۵۳) ”اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو“ حضرت ابراہیمؑ کی زبان مبارک سے کہلوایا جاتا ہے۔ وَمَنْ يَقْظُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ (الحجر-۵۶)۔ گراہوں کے سوا اور کون اپنے رب کی رحمت سے مایوس ہوا کرتا ہے۔“

مسلمانوں کا نظریہ حیات کافروں سے بالکل مختلف ہے۔ مومن اس زندگی کو حقیقی نہیں سمجھتا بلکہ اسے آخرت کی ہمتی جانتا ہے اور اسے ایک امتحان قرار دیتا ہے جس کے نتائج آخرت کی حقیقی زندگی میں ظاہر ہونگے۔ مومن ہر شکل کو ابتلا و امتحان سمجھتا ہے اور جدوجہد کی زندگی سے جی نہیں چراتا۔ نامساعد حالات سے مایوس ہو کر شراب جوئے ٹونے ٹونے اور غیر اللہ کا سہارا لینے کے بجائے وہ رجوع الی اللہ کرتا ہے اور کوشش کا حق ادا کرنے کے ساتھ

ساتھ راضی برضائے الہی رہتا ہے۔ جتنی کہ موت کی خبر بھی اس کے لیے مایوس کن نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس اس کی تو زندگی ہی شہادت کی مثالیں گزر جاتی ہے۔

کشادہ در دل سمجھتے ہیں اس کو
ہلاکت نہیں موت ان کی نظر میں
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

قائد اعظمؒ نے ایک مرتبہ فرمایا۔ ”میرے ہادی اور آقا کی تعلیمات میں مایوسی کا لفظ تک نہیں۔ زندہ قوموں کو انتہائی مصائب و مشکلات میں بھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ مسلمان کو تو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جب وہ مصیبتوں، مشکلوں، طوفانوں اور آندھیوں میں گھر جائے تو غیر اللہ سے رشتے توڑ کر اپنے خدا کی طرف رجوع کرے کیونکہ وہی مصیبتوں کو راحتوں میں تبدیل کرنے پر قادر ہے۔“

دریں حالات اسلام میں شراب جوئے، بتوں کے تھان، فال وغیرہ کا حرام ہونا ایک قدرتی امر ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کو خاص الہامی مذاہب کے سوا دوسرے معاشرہوں میں بُرا خیال نہیں کیا جاتا۔ یہ اشیاءِ لادین معاشرہوں کا جزو لا ینفک بن کر رہ گئی ہیں۔ قرآن نے ان چاروں چیزوں کو اکٹھا بیان کر کے ان کا آپس میں تعلق ظاہر کیا ہے۔

(باقی)